eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 7 No. 2 (2025)

Psychological Study of the Characters in the Novel “Makhuta”

ناول "مکھوٹا" کے کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ

Shazina Walayat[1], Dr. Irum Saba[2*]
[1]Ph.D. Scholar, [2]Assistant Professor, Department of Urdu Language and Literature, Fatima Jinnah University for Women, Rawalpindi
***Corresponding Email:** irum.saba@fjwu.edu.pk
DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v7i2.33

Abstract

The novel “Makhuta” is an awe-inspiring and meaningful creative masterpiece by Dr Najiba Arif, highlighting the contradictions and complexities of human internal and external life. This novel not only meets the traditional principles of storytelling but also introduces the reader to new dimensions through its depth and social and psychological layers. Dr Najiba Arif, in her own unique way, has illustrated through the characters how people hide their true selves behind different faces. The story of the novel revolves around an ordinary house and its characters, but these characters, through their complex psychological states and relationships, take the novel out of a general framework and take it to a deeper and symbolic level. There is a story hidden in every character, and a philosophy of life hidden in every story.

Keywords:
Contradiction, Complexities, Traditional, storytelling, Psychological, Symbolic, Hidden

Received: 19-11-2025 **Accepted:** 05-01-2026 **Online:** 19-01-2026

This article is licensed under the Creative Commons Attribution (CC BY 4.0).
Free use, distribution, and reproduction permitted with proper citation of the original work.
© The Author(s).

ڈاکٹر نجیبہ عارف کا ناول "مکھوٹا" کے عنوان سے 2023ء میں عکس پبلی کیشنز نے شائع کیا۔"مکھوٹا" کے لغوی معنی نقلی چہرے، تصوراتی اور اور مصنوعی چہرے کے ہیں۔ ہیں۔126 صفحات پر مشتمل مختصر ناول کو ناول نگار نے تین حصوں میں پیش کیا ہے، جو بالترتیب "دھوپ"، "سائے" اور "تیر گی" ہیں۔ ناول کا زمانہ 1960ء کے لگ بھگ اور لوکیل جنوبی پنجاب کا کوئی دور دراز کا کوئی گاؤں ہے۔ ناول کے تینوں حصوں کو الگ الگ کہانیوں کے ذریعے جوڑ کر ناول بنانے کی سعی گئی ہے۔ ناول سلیمہ نامی لڑکی کی کہانی سے شروع ہوتا

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 7 No. 2 (2025)

ہے۔ سلیمہ ،ایک معمولی گھرانے کی لڑکی ہے،ایک لڑکی جس نے کچھ خواب دیکھ رکھے ہیں اور جن کی تکمیل کے لیے وہ ہر صورت سکول جانا چاہتی ہے اور پڑھنا چاہتی ہے۔ وہ اپنی محرومیوں پر کڑھتی بھی ہے اور ان سے نکلنے کا مسلسل حل بھی سوچتی رہتی ہے۔ سلیمہ کا کردار ایک ایسی لڑکی کا ہے جو ہر بات کو سنجیدگی اور متانت سے سوچتی ہے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ دوسرے حصے میں سلیمہ کے والد مرزا شمیم بیگ جس کو سب چھو چھولیاں والا کہ کر پکارتے ہیں، کی خاندانی تفصیل کا بیان کیا گیا ہے جو کہ ایک ریاست کا نواب ہوتا ہے اور تقسیم ہند کے بعد جب اپنی سب جائداد چھوڑ کر پاکستان آتا ہے تو یہاں سب کچھ بھول کر ایک محنت کش مزدور کی سی زندگی گزارتا ہے۔ ناول کے اس حصے میں مصنفہ نے زبان کے ٹول کا سہارا لیتے ہوئے کہانی میں سلیمہ ،رخسانہ اور فرزانہ کے کرداروں کو راوی کے کردار کے ساتھ یوں گڈ مڈ کر دیا ہے کہ قاری تعین ہی نہیں کر پاتا کہ اصل کردار کون ہے ؟ سلیمہ ہے ؟ رخسانہ ہے ؟ فرزانہ ہے ؟ یا راوی خود ہے ؟ ناول کا تیسرا حصہ علامتی انداز میں انسان کی بے یقینی کو بیان کرتا ہے کہ کائنات میں کچھ بھی حتمی نہیں یعنی وہ سلیمہ ۔ رخسانہ یا فرزانہ کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ انسان کی حتمی صورت کوئی نہیں ہے ۔ موت ہی انسان کی حتمی صورت ہے زندگی کی لایعنیت اور بے معنویت کو پیش کرتا ہے ۔ زندگی کو ثبات حاصل نہیں۔ یہ مسلسل رواں دواں ہے اور زندگی کا انت موت ہے۔

ناول "مکھوٹا" نجیبہ عارف کا متاثر کن اور معنی خیز تخلیقی شہکار ہے جو انسان کی داخلی و خارجی زندگی کے تضادات اور پیچیدگیوں کو نمایاں کرتا ہے۔ یہ ناول نہ صرف کہانی کے روایتی اصولوں پر پورا اترتا ہے بلکہ قاری کو اپنی گہرائی اور سماجی، نفسیاتی پرتوں کے ذریعے نئی جہتوں سے آشنا کرتا ہے۔ نجیبہ عارف نے اپنے مخصوص انداز میں کرداروں کے ذریعے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ کس طرح لوگ مختلف چہروں کے پیچھے اپنی اصلیت کو چھپائے رکھتے ہیں،اور یہ کہ زندگی میں ہر کوئی کسی نہ کسی طور پر "مکھوٹا" پہنے ہوئے ہے۔

ناول کی کہانی ایک عام سے گھر اور اس کے کرداروں کے گرد گھومتی ہے، مگر یہ کردار اپنی پیچیدہ نفسیاتی حالتوں اور رشتوں کے ذریعے ناول کو ایک عمومی فریم ورک سے نکال کر گہری اور علامتی سطح پر لے جاتے ہیں۔ یہاں ہر کردار میں ایک کہانی پوشیدہ ہے،اور ہر کہانی میں ایک زندگی کا فلسفہ چھپا ہوا ہے۔ان کرداروں کے پس پردہ جذبات، خوف، حسد، خواہشات اور انا کے پہلو اجاگر کرتے ہوئے نجیبہ عارف نے نہایت مہارت کے ساتھ معاشرتی منافقت اور انسانی بے بسی کو سامنے لایا ہے۔

مکھوٹا" میں انسانی رشتے، جیسے شوہر و بیوی والدین اور بچوں، دوست اور ہمسائے کے درمیان موجود اختلافات اور گہرائیوں کو بڑی باریک بینی سے بیان کیا گیا ہے۔ خاص طور پر عورتوں کی زندگیوں میں موجود بندشیں اور دباؤ کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مردوں کی نسبت عورتوں پر عائد سماجی اور اخلاقی پابندیاں، ان کے خوابوں اور خواہشوں کا گلا گھونٹ دیتی ہیں، اور یہی جدوجہد انہیں "مکھوٹے" پہننے پر مجبور کرتی ہے۔ ناول میں نسوانی کرداروں کے ذریعے عورت کی شخصیت اور نفسیات کی پیچیدگیوں کو بڑی خوبصورتی اور حساسیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
مجلہ تصدیق
Vol. 7 No. 2 (2025)

زبان کی سادگی اور فصاحت اس ناول کا ایک اہم پہلو ہے، جو قاری کو باندھے رکھتی ہے اور کرداروں کی کہانی میں دلچسپی برقرار رکھتی ہے۔ نجیبہ عارف کی تحریر میں سچائی، گہرائی اور جمالیاتی حسن جھلکتا ہے۔ تشبیہوں اور علامتوں کا استعمال کہانی کو ایک گہرا اور ادبی رنگ دیتا ہے۔ مجموعی طور پر "مکھوٹا" ایک ایسا ادبی کام ہے جو انسانی فطرت کی تہہ دار حقیقتوں کو بے نقاب کرتا ہے۔ یہ ناول قاری کو خود سے یہ سوال پوچھنے پر مجبور کرتا ہے کہ کیا وہ اپنی زندگی میں مخلص ہے یا "مکھوٹا پہنے ہوئے ہے۔ اس اعتبار سے، یہ ناول ایک آئینہ بن کر سامنے آتا ہے جس میں ہم اپنے حقیقی چہرے دیکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

"اس کردار میں ڈاکٹر نجیبہ عارف کی اپنی روح بولتی ہوئی محسوس ہوتی ہے"(۲)

نجیبہ عارف اردو کی معروف فکشن نگار ہیں جنہوں نے مکھوٹا ناول میں انسانی نفسیات کی پیچیدگیوں اور معاشرتی نقابوں کو بہت عمدگی سے پیش کیا ہے۔ "مکھوٹا" محض ایک سماجی ناول نہیں بلکہ ایک نفسیاتی سفر ہے جس میں ہر کردار اپنے باطن کے تضادات، خوف، خواہشات اور شناخت کے بحران سے دوچار نظر آتا ہے۔ "مکھوٹا" ایک ایسی عورت کی کہانی ہے جو اپنے خاندانی، ازدواجی اور معاشرتی رشتوں میں شناخت تلاش کرتی ہے۔ ناول کی مرکزی کردار اپنی اصل خواہشات، جذبات اور خوابوں کو دبا کر معاشرتی سانچے میں خود کو ڈھالنے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ وہ سماجی اور نفسیاتی "مکھوٹے" پہن کر زندگی گزارتی ہے، یہاں تک کہ اندرونی خلا اس کی شخصیت کو توڑ دیتا ہے۔

" مکھوٹا" کا بنیادی استعارہ ہی "نقاب" یا "چہرہ چھپانے" کی علامت ہے۔ انسان بسا اوقات سچائی سے نظریں چرانے، سماج کے مطالبات کو پورا کرنے یا اپنی اصل شخصیت کو چھپانے کے لیے مختلف "نقاب" پہن لیتا ہے۔ یہ نقاب صرف جسمانی نہیں بلکہ نفسیاتی اور جذباتی سطح پر بھی ہوتے ہیں ۔ ناول کا مرکزی کردار اندرونی طور پر اپنی اصل پہچان سے الجھتا رہتا ہے۔ وہ کبھی بیٹی، کبھی بیوی، کبھی ایک اچھی لڑکی کے کردار میں خود کو ڈھالنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن اپنی "انفرادیت" کو کھو دیتی ہے یہ کردار اکثر اپنے جذبات کو دبا کر سماجی تقاضوں کے مطابق چلنے پر مجبور ہوتے ہیں، جو اندرونی کشمکش اور اضطراب کو جنم دیتا ہے۔

ناول ایک ایسا ادبی شاہکار ہے جس میں کرداروں کی نفسیات کو گہرائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اس ناول کے کردار محض کہانی کو آگے بڑھانے کے لیے نہیں بلکہ انسانی ذہن کے پیچیدہ پہلوؤں کو سمجھنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ ناول کا مرکزی کردار ایک معمولی گھرانے کی لڑکی ہے، ایک لڑکی جس نے کچھ خواب دیکھ رکھے ہیں اور جن کی تکمیل کے لیے وہ ہر صورت پڑھنا چاہتی ہے۔ وہ اپنی محرومیوں پر کڑھتی بھی ہے اور ان سے نکلنے کا مسلسل حل بھی سوچتی رہتی ہے۔ مکھوٹا "کا مرکزی کردار سلیمہ بی بی ایک گہرے نفسیاتی، معاشرتی اور جذباتی تضاد کا شکار خاتون ہے۔ اس کا کردار ایک طرف روایت اور سماجی جبر کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، تو دوسری طرف انفرادی شناخت، آزادی اور خود شعوری کے لیے تڑپ رہا ہے۔ مرکزی کردار ایک ایسی شخصیت کا حامل ہے جو معاشرتی توقعات اور اندرونی خواہشات کے درمیان کشمکش میں مبتلا ہے۔ یہ

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 7 No. 2 (2025)

کردار ایک "مکھوٹا" پہنے ہوئے دکھائی دیتا ہے، جو اصل چہرہ چھپاتا ہے۔ کردار کو معلوم نہیں کہ وہ در حقیقت کون ہے۔ وہ دوسروں کی نظر میں جو کچھ بننا چاہتا ہے، وہی بننے کی کوشش کرتا ہے، جس سے اس کی اصل شخصیت دبی رہتی ہے۔ تاہم اسے اتنا ضرور پتہ ہے کہ یہ زندگی کیسی بڑے مقصد کے لیے دی گئی ہے اور وہ اپنے اس مقصد کی تلاش میں مسلسل مگن دکھائی دیتی ہے۔ اس سلسلے میں سلیمہ بی بی ناول میں ایک جگہ خود سے ہم کلام دکھائی دیتی ہیں:

"زندگی کسی بڑے مقصد کے لیے نہ گزاری جائے تو بالکل ضائع ہو جاتی ہے۔"(۳)

سلیمہ بی بی کو بچپن سے ایک خاص سانچے میں ڈھالا گیا۔ ایک شریف، تابع، اور قربانی دینے والی عورت کا تصور اس پر مسلط کیا گیا ہے۔ وہ اپنی ذات کو دوسروں کی خوشی کے لیے قربان کرتی ہے۔ مگر دل کے کسی گوشے میں وہ یہ سوال بھی کرتی ہے: "میری اپنی خواہشات کا کیا؟" یہ داخلی سوال اس کی نفسیاتی کشمکش کی علامت ہے۔ اپنے حقیقی جذبات کو چھپانے کی وجہ سے کردار میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے، اور بعض اوقات اپنے عمل پر پچھتاوا بھی ہوتا ہے۔ مرکزی کردار کچھ جگہوں پر احساس کمتری کا شکار دکھائی دیتا ہے۔ وہ ایک معمولی گھرانے سے تعلق رکھنے والی عام شکل وصورت کی حامل لڑکی ہے۔ جو اپنے خود کی پہچان بنانے کی مسلسل جدوجہد میں ہے:

"موقع پاتے ہی آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوتی اور اپنے چہرے کے نقوش پر غور کرتی رہتی۔ اگر آنکھیں ایسی ہوتیں، اگر ناک کا بانسہ کچھ اور لمبا ہو جاتا، اگر پلکوں کی جھالری بنتی ہوئی، اگر اگر۔۔۔ اگر۔۔۔ اس کے سامنے کئی امکانی چہرے ابھرتے اور وہ لمحہ موجود کی حقیقت کو کسی امکانی وقت کی تلاش میں عدم کرتی رہتی۔ زندگی کی ٹھوس حقیقت سے زیادہ وہ اسی اگر۔۔ اگر اگر۔۔۔ کے دھند بھرے خلا میں جیتی تھی"(۴)

سلیمہ بی بی بظاہر فرمانبردار دکھائی دیتی ہے، لیکن اندر سے وہ بغاوت کے جذبات رکھتی ہے، جو کبھی خوابوں میں، کبھی خاموشی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اسے اپنی زندگی میں اختیار نہ ہونے کا شدید احساس ہے۔ وہ "مکھوٹا" پہن کر جیتی ہے۔ یعنی سماجی طور پر جو روپ اس سے توقع کیا جاتا ہے، وہی دکھاتی ہے، مگر اندر سے ٹوٹتی رہتی ہے۔ سلیمہ بی بی کا کردار در اصل ہزاروں ایسی عورتوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ جو روایت اور خود شعوری کے بیچ پس رہی ہوتی ہیں۔ جو معاشرتی "مکھوٹا" پہن کر زندہ رہتی ہے۔ ناول کے اس حصے میں ہمیں سلیمہ بی بی کی نفسیات کے حوالے سے فرائیڈ کی تھیوری دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس تھیوری کے مطابق شخصیت کے تین اجزا ہیں۔

لاشعور: فطری خواہشات اور جبلتوں کی نمائندگی، شعور؛ حقیقت پر مبنی فیصلے کرنے والا حصہ اور Superego؛ اخلاقی اقدار، سماجی اصولوں اور مذہبی تعلیمات کی نمائندگی۔ فرائیڈ کے مطابق، شخصیت کی اصل جدوجہد ان تینوں کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ یوں مرکزی کردار میں **ego** اور **superego** کی کشمکش صاف دکھائی دیتی ہے کردار خواہشات اور سماجی اصولوں کے درمیان

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

Vol. 7 No. 2 (2025)

توازن قائم کرنے میں ناکام دکھائی دیتا ہے۔اس حوالے سے سگمنڈ فرائیڈ کی تھیوری کے ترجمے میں پروفیسر ظفر احمد صدیقی لکھتے ہیں:

> "والدین کے بچے پر اثر سے مراد صرف والدین کی شخصیتوں ہی کا اثر نہیں ہے بلکہ اس میں وہ تمام نسلی، قومی، اور خاندانی روایات بھی شامل ہیں جو والدین کی وساطت سے بچے تک پہنچتی ہیں۔ نیز قریب ترین سماجی ماحول کے مطالبات بھی اس میں شامل ہیں جن کی نمایندگی والدین کرتے ہیں"(۵)

اب اس تھیوری سے ایک بات واضح ہے کہ بچہ اپنی ذاتی خواہشات اور معاشرتی دباؤ کی کشمکش میں پڑ جاتا ہے۔ناول کا مرکزی کردار بھی ایسی ہی کشمکش کا شکار دکھائی دیتا ہے۔یہ کردار نہ صرف ایک نفسیاتی مطالعے کا تقاضا کرتا ہے بلکہ قاری کو خود بھی یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ: کیا ہم سب نے بھی کوئی مکھوٹا پہن رکھا ہے۔مرکزی کردار چھوٹی چھوٹی باتوں پر احساس جرم میں گھر جاتا ہے:

> "اس کی اماں نماز روزے کی بہت پابند تھیں۔وہ روز صبح صبح فجر پڑھ کر تکیے پر قرآن رکھ کر اونچی آواز میں تلاوت کیا کرتیں۔اس سے بھی ان کا یہی مطالبہ ہوتا لیکن وہ ان کی امیدوں پر اکثر پوری نہیں اترتی تھی۔ مچلی ہو کر سوتی بن جاتی لیکن اندر ہی اندر احساس گناہ میں بھی مبتلا رہتی۔آج بھی نماز نہیں پڑھی۔آج بھی تلاوت نہیں کی۔فرشتوں نے لکھ دیا ہوگا۔اب کیا کروں؟اس احساس گناہ کی تلافی کے لیے، تین تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا بہت مفید ثابت ہوتا تھا"(۶)

جب بھی وہ اپنی ذات کے لیے کوئی قدم اٹھانے کا سوچتی ہے تو اسے احساسِ جرم گھیر لیتا ہے۔سلیمہ بی بی ایک حساس کردار ہے جو جھوٹ بولنے پر خود کو مجرم محسوس کرنے لگتی ہے۔اس کے اندر ایک خالی پن ہے، جو وقت کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔مگر وہ اس کا اظہار نہیں کر پاتی تھی۔وہ ہمیشہ خلوت کی چاہت رکھتی تھی۔بیت الخلا جہاں اسے تخلیہ میسر تھا وہاں وہ تنہائی کا وقت گزار لیتی تھی۔وہ سماجی طعنوں سے خوفزدہ بھی رہتی ہے، جو اس کی خود اعتمادی کو مزید کمزور کرتا ہے:

> "وہ گھنٹوں کھیل کود میں لگی رہتی اور کھیلتے ہوئے اسے مزہ بھی بہت آتا لیکن کھیل ختم ہونے کے بعد زندگی کے ضائع ہو جانے کا افسوس اسے گھیر لیتا۔دل اندر ہی اندر بیٹھنے لگتا۔ایسے میں وہ سہیلیوں سے کیا کہتی۔اسے خود سمجھ نہیں آتی تھی کہ اسے کیا ہو جاتا تھا، بس وہ اللہ میاں سے ایک یک طرفہ مکالمے میں مصروف ہو جاتی۔معاف کر دے اللہ میاں جی! آج پھر اتنے گھنٹے ضائع کر دیے بس اس دفعہ معاف کر دے۔پھر وقت ضائع نہیں کروں گی۔۔۔اچھا اتنی دیر نہیں کروں گی۔۔۔بس تھوڑا سا کھیلوں گی۔۔لیکن اللہ میاں! کھیلتے ہوئے پتا ہی نہیں چلتا کہ کتنی دیر ہو گئی ہے۔"(۷)

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
Vol. 7 No. 2 (2025)

یونگ کا تصور "Shadow Self" بھی ناول میں موجود ہے، جہاں کردار اپنے اندر چھپے ہوئے سچ کو قبول کرنے سے کتراتے ہیں۔ مرکزی کردار آزادی اور تعلق، دونوں کے بیچ جھولتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ رشتوں میں بندھ کر شناخت کھو دیتا ہے، مگر تنہائی سے بھی خوف زدہ ہے۔ یونگ کے مطابق، شخصیت کی تکمیل تب ممکن ہے جب فرد اپنے Shadow کو پہچانے اور قبول کرے۔

نفسیاتی طور پر، سلیمہ بی بی کا مکھوٹا ایک قسم کا Defensive Mechanism ہے۔ یعنی وہ خود کو جذباتی زخموں سے بچانے کے لیے ایک سماجی چہرہ اوڑھ لیتی ہے:

"اور یہ سمجھنے میں تو ایک مدت لگ گئی کہ دراصل وہ اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے استوار رکھنے کے لیے کس قدر محنت کرتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس پر ترس کھائے، اسے معمولی سمجھ کر نظرانداز کردے یا اسے کوئی جذباتی چوٹ پہنچائے۔ اسی لیے اس نے اپنے اردگرد ایک حفاظتی دیوار اٹھا رکھی تھی"(۸)

مرکزی کردار کے اندر کی دنیا اور باہر کی دنیا بہت مختلف تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے اردگرد ایک حفاظتی دیوار بنا کر رکھتی تھی۔ مکھوٹا لفظ نقاب کے معنوں میں لیا جاتا ہے اور یہ نقاب ہمیں سلیمہ بی بی کے چہرے پر نظر آتا ہے:

"اس کی ظاہری حرکات و سکنات اس کے اندر کی دنیا کے اعمال و افعال سے بہت مختلف تھیں۔ اس کے خیالوں میں کئی دنیا میں آباد تھیں جنھیں وہ بڑے شوق اور شدت سے جیتی تھی۔ لیکن یہ اندر کی دنیا اس باہری دنیا سے بہت دور تھیں"(۹)

ناول میں مرکزی کردار سلیمہ بی بی کی الجھنیں بیان کی گئی ہیں۔ جو ایک آزاد خیال خاتون جو من چاہا کرنا تو چاہتی ہے لیکن زمانے کے حدود قیود اسے روک رہے ہیں۔ ایک روایت سے باغی لڑکی جو بہت کچھ کرنا چاہتی ہے مگر اسی لمحے کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی۔ ناول جب اپنے آخری ابوب کی طرف بڑھتا ہے تو اچانک ایک خیال کاری کو جھنجوڑ کر رکھ دیتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے مرکزی کردار مصنفہ خود ہیں اور وہ اپنی زندگی کے حالات و واقعات سلیمہ کی شکل میں ہمیں بتا رہی ہیں۔

سلیمہ کی ساری الجھنیں مصنفہ کو اپنی الجھنیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ یہاں اپنے ناول کے اختتام کو لے کر بھی بہت الجھی ہوئی ہے۔ ایک عجیب ناقابل بیان کیفیت میں مبتلا ہیں۔ اس بے اطمینانی میں ان کی زندگی کے وہ سارے لمحات بھی شامل ہیں جو انہوں نے پر مسرت اور قابل فخر انداز میں گزارے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بے یقینی، نامکمل، کشمکش رہ جانے والی خلش اسے ہمیشہ چبھتی رہتی ہے۔ مصنفہ کے مطابق زندگی خود فریبی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ زندگی ایک ناٹک سے کم نہیں لگتی۔ مگر ہم سب ایسے سچ ماننے پر مجبور ہیں

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
Vol. 7 No. 2 (2025)

مصنفہ کے مطابق دنیا بھر کے سماج تہذیبیں، افکار اور نظریات ایک ہی مقصد کے تابع ہیں۔ زندگی میں عمومیت کو فروغ دینا ایک گروہی اخلاقیات کے ذریعے ہر انفرادیت کو کچل کر اسے یکساں بنا دیتا ہے۔

یہ کردار عام طور پر خاندان، سماج یا قریبی حلقے سے ہوتے ہیں، جو مرکزی کردار پر توقعات اور اقدار کا بوجھ ڈالتے ہیں۔ اس ناول کے ثانوی کرداروں میں سلیمہ بی بی کے گھر والے جس میں اس کی والدہ، والد اور ایک بے نامی رشتہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس کے ہمسائے اور سکول کی ہم جماعت لڑکیاں موجود ہیں۔ مرکزی کردار کا والد معاشرے کا ایک عام فرد تھا جو نان کلچوں کی ریڑھی لگاتا تھا وہ ایک کم گو انسان تھا۔ جو اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔ تاہم ناول کے آخری ابواب میں پتا چلتا ہے کے وہ ہندوستان کی کسی ریاست کے نواب تھے جو تقسیم ہند کے وقت یہاں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ مرکزی کردار کی والدہ ایک دور اندیش اور دبنگ عورت تھی۔ گھر کے تمام امور پر حکومت رکھتی تھی۔ ایک انتہائی سلیقہ مند اور رکھ رکھاؤ والی عورت تھی:

> ''ابا کے ساتھ بات چیت کا سلسلہ بہت ہی محدود رہتا تھا۔ گھر اور اس کی زندگی کے تمام امور پر اماں ہی کی حکومت تھی۔ اماں بڑی دور اندیش جہاں دیدہ اور دبنگ عورت تھی،،(۱۰)

نسرین اختر مرکزی کردار کی ہم جماعت اور ہمسائی تھی۔ سلیمہ بی بی کی والدہ نے اسے نسرین کے ساتھ سکول جانے کی ہدایت کی تھی یہ بات سلیمہ کو سخت نہ پسند تھی۔ نسرین ایک شوخ طبیعت، لاپرواہ، خود حساس اور ہر بات پر کڑھنے والی لڑکی تھی۔ امور زندگی میں وہ سلیمہ بی بی کے مطابق سخت بے وقوف تھی۔ سلیمہ بی بی کو اپنی والدہ کی وجہ سے یہ جبری دوستی قبول کرنی پڑی تھی:

> ''دونوں میں کوئی بات مشترک نہ تھی مگر اس کا کیا علاج تھا کہ غلام محمد دھوبی ابا کے واحد دوست تھے۔ پڑوسی ہونے کی وجہ سے اماں بھی نسرین کی اماں سے میل جول رکھتی تھیں۔ اس لیے نسرین سے دور رہنا اس کے لیے ناممکن تھا۔ اس نے بھی اس جبری دوستی کو قبول کر لیا تھا اور یہ سمجھ لیا تھا کہ اب اسے زندگی کے بیشتر کاموں میں نسرین کو ساتھ رکھنا ہی پڑے گا''(۱۱)

حاجی قیوم سلیمہ بی بی کا پڑوسی تھا۔ جو بظاہر خدا ترس اور نیک آدمی تھا لیکن اصلیت میں گھٹیا اور حوس پرست انسان تھا۔ یہ کردار ہم سب کی زندگیوں میں کہیں نہ کہیں موجود ہے جو بظاہر حاجی صاحب اور نیک طبعیت جانے جاتے ہیں لیکن ان کے کعبے کے چکر صرف چکر تک ہی محدود رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ناول کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

> ''بیت الخلا کے اندر جا کر جب وہ کھڈی پر کھڑی ہوتی تو اس کا سر بغیر چھت کے بیت الخلا کی دیوار سے اونچا ہو جاتا اور اس کے بالکل سامنے حاجی قوم کی کھڑکی کھلی نظر آتی۔ وہ جوں ہی سلیمہ کو دیکھتے تو اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے۔ ان کا مکان ویسے بھی سلیمہ کے مکان سے اونچا تھا۔،،(۱۲)

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

تصدیق

Vol. 7 No. 2 (2025)

حاجی قیوم جیسے بہت سارے کردار ہمیں اپنی زندگیوں میں دکھنے کو ملتے ہیں جو بظاہر بہت نیک سیرت بنے ہوتے ہیں مگر باطن سے بہت ہی برے اور حوس پرست انسان ہوتے ہیں۔ "مکھوٹا" صرف ایک جسمانی چیز نہیں بلکہ ایک نفسیاتی علامت ہے۔

انسان دوسروں کے سامنے قابلِ قبول بننے کے لیے اپنے جذبات اور خیالات کو چھپاتا ہے۔ ناول کا مرکزی کردار آزاد خیال مگر بیک وقت اس آزاد خیالی کو آوارگی تصور کرتا ہے اور اس کشمکش میں مبتلا نظر آتا ہے:

"اس لیے آزاد خیالی کا گمان خود اپنے لیے مجھے قابل قبول محسوس ہوتا تھا بلکہ کبھی کبھی تو باقاعدہ میں سوچا کرتی تھی کہ مجھے آزاد خیال ہونا چاہیے لیکن جب کوئی اور ایسی کسی حرکت کا مرتکب ہوتا جو آزاد خیالی مانی جاتی تھی تو میں دل ہی دل میں اسے برا سمجھنے پر بھی خود کو مجبور پاتی تھی۔ یہ دورخی، معیار اور فکر و عمل کا دوہرا پن ہمارے عہد کی پہچان تھا اور کوئی بھی اس بارے میں زیادہ غور و فکر کرنے کا عادی نہیں تھا۔" (۱۳)

"مکھوٹا" کے کرداروں کا نفسیاتی جائزہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ محض فکشن نہیں بلکہ انسانی ذہن کے گہرے مسائل کی عکاسی ہے۔ اس ناول میں فرد، سماج اور لاشعور کے درمیان جاری کشمکش کو بڑی مہارت سے پیش کیا گیا ہے، جو قاری کو خود احتسابی اور خود شناسی کی طرف لے جاتا ہے۔ جو محض کہانی نہیں بلکہ انسانی نفسیات کا آئینہ ہے۔ نجیبہ عارف نے نہایت باریکی سے معاشرے میں رائج روایات، مردانہ غلبے، شناختی بحران، اور جذباتی کشمکش کو کرداروں کے ذریعے پیش کیا ہے۔

نجیبہ عارف کا ناول مکھوٹا نہ صرف فرد کی داخلی الجھنوں کو پیش کرتا ہے بلکہ معاشرے میں رائج منافقت، تضادات اور شناختی بحران پر بھی گہری روشنی ڈالتا ہے۔ اس مقالے میں ناول کے کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ کیا گیا ہے جس میں سگمنڈ فرائیڈ اور کارل یونگ کے نظریات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ خاص طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کرداروں کی اندرونی کشمکش، خواہشات، اور لاشعوری خوف کس طرح ان کے اعمال و رویوں کو متاثر کرتے ہی۔ اردو ادب میں نفسیاتی مطالعہ ایک اہم رجحان کے طور پر سامنے آیا ہے، خصوصاً بیسویں صدی کے وسط کے بعد۔ نجیبہ عارف کا ناول "مکھوٹا" ایک ایسا ادبی شاہکار ہے جو محض بیانیہ یا پلاٹ تک محدود نہیں بلکہ نفسیاتی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس ناول میں انسان کے لاشعور، شناختی بحران، اور جذباتی جبر کو نہایت خوبصورتی سے کرداروں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔

نجیبہ عارف کا ناول "مکھوٹا" محض ایک کہانی نہیں بلکہ انسانی نفسیات کا آئینہ ہے۔ اس میں کرداروں کی نفسیاتی پرتوں کو بے حد باریکی سے کھولا گیا ہے۔ سلیمہ بی بی کی کہانی درحقیقت ہر اُس عورت کی کہانی ہے جو اپنی اصل ذات سے دور ہو کر ایک نقلی زندگی جینے پر مجبور ہوتی ہے۔ یہ ناول قاری کو جھنجھوڑ کر پوچھتا ہے "کیا میں بھی کوئی مکھوٹا پہنے ہوئے ہوں"؟

حوالہ جات

1. اظہر سلیم مجوکہ، مضمون: اکادمی ادبیات اور ڈاکٹر نجیبہ عارف، روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، تاریخ: 05-06-2025
2. نعیم فاطمہ، مضمون: ڈاکٹر نجیبہ عارف کا ناول: مکھوٹا، www.humsab.com.pk
3. نجیبہ عارف، ڈاکٹر، مکھوٹا، لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۲۳، ص ۴۴
4. ایضاً، ص ۶۲
5. سگمنڈ فرائیڈ، مترجم، ظفر احمد صدیقی، تحلیل نفسی کا اجمالی خاکہ دہلی: ترقی اردو بیورو، 1985، صفحہ 11
6. نجیبہ عارف، ڈاکٹر، مکھوٹا، لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۲۳، ص ۴۲
7. ایضاً، ص ۴۵
8. ایضاً، ص ۹۴
9. ایضاً، ص ۵۱
10. ایضاً، ص ۲۶
11. ایضاً ص ۳۶
12. ایضاً ص ۳۵
13. ایضاً ص ۵۰

Romanised References

1. Azhar Saleem Majoka, "Academy Adabiyat aur Doctor Najeeba Arif," *Daily Naway-i-Waqt* (Rawalpindi), June 5, 2025.
2. Naeem Fatima, "Doctor Najeeba Arif Ka Novel: Makhota," *Hum Sub*, accessed 12-10-2025, www.humsab.com.pk.
3. Najeeba Arif, *Makhota* (Lahore: Aks Publications, 2023), 44.
4. Ibid., 62.
5. Sigmund Freud, *Tehleel-e-Nafsi Ka Ajmali Khaka*, trans. Zafar Ahmed Siddiqui (Delhi: Taraqqi Urdu Bureau, 1985), 11.

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

Vol. 7 No. 2 (2025)

6. Najeeba Arif, *Makhota* (Lahore: Aks Publications, 2023), 42.
7. Ibid., 45.
8. Ibid., 94.
9. Ibid., 51.
10. Ibid., 26.
11. Ibid., 36.
12. Ibid., 35.
13. Ibid., 50.